ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات

وقت 5-7 منٹ

حج بیت اللہ اور عید الاضحیٰ بطور شعائر اللہ اور اسلامی اصطلاح

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ (البقرہ:198)

حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کر لیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بد کرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا اور جو نیکی بھی تم کرو وہ اللہ اسے جان لے گا اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ بس یہ یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔ اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل والو!

رغبتِ دل سے ہو پابندِ نمازو روزہ

نظر انداز کوئی حصہ احکام نہ ہو

معزز سامعین! اسلامی اصطلاحات پر خاکسار گزشتہ 25 دنوں سے بات کر رہا ہے۔ مختلف اسلامی اصطلاحات پر تفصیلی بات کرنے کے بعد اب ہم شعائر اللہ اور عمرہ، حج، عید الاضحیٰ اور اِس کے ساتھ ملحقہ امور، مقدس مقامات جیسی اسلامی اصطلاحات پر گفتگو کا آغاز کل کی تقریر سے ہو چکا ہے۔ آج اسلامی مہینہ ذوالحجہ اور حج بیت اللہ کی تعظیم و تکریم اور برکات کا ذکر کروں گا۔

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے۔ یہ ایک ایسا مبارک اسلامی مہینہ ہے جس میں اہم اسلامی رکن حج کی عبادت ادا کی جاتی ہے۔ اس ماہ کے پہلے دس دنوں کو احادیث کی روشنی میں خصوصی شرف حاصل ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق عشرہ ذوالحجہ میں بجالائے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں بجالائے گئے اعمال سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول درج ہے کہ ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعظمت اور محبوب ہیں اس لئے کثرت سے ان دنوں تَهْلِيْل، تَكْبِيْر اور تَحْمِيْد کیا کرو۔

جامع ترمذی میں لکھا ہے کہ 9 ذوالحجہ (یوم عرفہ) کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ عشرہ ذوالحجہ میں احادیث پر عمل کرتے ہوئے زیادہ ذوق و شوق سے عبادات و نوافل کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل درج ہے کہ آپ دونوں ان ایام میں بازار میں نکل جاتے، بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے اور حضرت سعید بن جبیرؓ کے متعلق بھی احادیث میں اعمال صالحہ بجالانے کے لئے سعی و کوشش کرنے کے متعلق آتا ہے۔

اس عشرہ کے آغاز سے تعلق رکھنے والی ایک اہم بات یہ ہے کہ جو شخص حج کی عبادت نہیں بجا رہا وہ اگر قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ ذوالحجہ کے چاند کے بعد نہ حجامت بنوائے، نہ بال کٹوائے، نہ ناخن ترشوائے۔ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کو بھی ایسا کرنے یعنی بال وغیرہ نہ کٹوانے کی ہدایت ہے اس طرح اسے بھی قربانی کے برابر ثواب ملے گا۔

الغرض اسلامی مہینہ ذوالحجہ تمام مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اُن کے لئے بھی جو مکہ معظمہ پہنچ کر حج کی توفیق پاتے ہیں اور اُن مسلمانوں کے لئے بھی جو مالی استطاعت نہ رکھتے ہوئے یا بعض ذاتی مجبوریوں اور روکوں کی وجہ سے شرائطِ حج کو پورا نہیں کر پاتے اور اپنی اپنی جگہوں پر رہ کر نماز عید (عید الاضحیٰ) ادا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء میں دُنبے، بکرے، چھترے، گائے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں۔ گویا اسلامی مبارک مہینے ذوالحجہ کو دو اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔

1. حاجیوں کے لئے حج کے مبارک فریضہ کی ادائیگی۔

2.   غیر حاجیوں کے لئے عید الاضحیٰ کی ادائیگی۔

جہاں تک اول الذکر فریضہ کا تعلق ہے یہ مکہ پہنچ کر ادا ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کی

از سرِ نو تعمیر کی جو خانہ کعبہ یا بیت اللہ کہلاتا ہے اور یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ایک بیٹے سے نوازا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی سارا حسد کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتی تھی۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہؓ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ آئے جو مرورِ زمانہ کی وجہ سے بعد میں ایک عالمی شہر بنا۔ آج ساری دنیا سے لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرنے ذوالحجہ کے اوائل میں یہاں پہنچتے ہیں اور اسلامی شعائر کے مطابق حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حج کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنا خوف رکھنے کے مضمون کو باندھ دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیات سے عیاں ہے جس میں حج پر جانے والے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی حج کی عبادت محض اس غرض کے لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو اور تم ماسوا اللہ سے نظر ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی ڈھال بنالو۔ اگر حج بیتُ اللہ یا عمرہ سے کسی کو یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا کوئی مخفی کبر اس کے سامنے آگیا ہے۔ اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھے اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر کہے کہ اے میرے خدا! لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے وہ خوش ہیں کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے فائدے کے لئے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں لیکن اے میرے رب! مَیں دیکھتا ہوں کہ جو بیج مَیں نے لگایا تھا اس میں تو کوئی روئیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ نمعلوم میرے کبر کا کوئی پرندہ اسے کھا گیا ہے یا میری وحشت کا درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا ہے۔ پس اے میرے خدا! میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر سے زندگی بخش اور میری کھوئی ہوئی متاعِ ایمان مجھے واپس کر اور مَیں اور میری نسلیں تیری رحمت سے وافر حصہ لیں۔

اللہ تعالیٰ اس جگہ پر مومنوں کو بتاتا ہے کہ دیکھو! ہر وقت تقویٰ کا زاد اپنے ساتھ لو۔ اس سے بہتر اور کوئی زاد نہیں جو آخرت کے سفر میں تمہارے کام آنے والا ہے اور حج کے ذکر کے ساتھ یہ ذکر لا کر بتایا کہ اب حج سے تمہاری ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ تمہیں اپنے تقویٰ کا پہلے سے بہت زیادہ خیال رکھنا ہوگا۔ جیسے صاف شفاف کپڑوں والا چھوٹے سے چھوٹے داغ اور دھبے سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی دوسرا مقصد ہے جو تقویٰ اور خوفِ خدا سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی استغفار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا جس کی طرف سورۃ البقرہ کی انہی آیات میں اشارہ ہے جس کا ذکر مَیں کر آیا ہوں۔ حج کے دوران ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا دراصل استغفار ہی ہے اور دلوں کے زنگ دھونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سامعین! اسلامی اصطلاح حج کا تیسرا بڑا سبق سورۃ البقرہ کی انہی آیات 190 تا 205 میں یہ بیان ہوا ہے کہ "اعلیٰ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے گھروں میں ان کے پچھواڑے سے داخل ہو بلکہ کامل نیک وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو"۔ حج کے ذکر میں یہ نصیحت کر کے دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ کامیابی ہمیشہ ابواب یعنی دروازوں ہی کے ذریعہ آنے سے ہوا کرتی ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے اور دروازوں سے داخل ہونے کی بجائے دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو تمہیں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ نے گویا یہ حکم عربوں کے اس دستور کو روکنے کے لئے دیا کہ جب حج کے لئے احرام باندھ لیتے تھے تو گھر دروازہ سے نہ آتے تھے بلکہ پچھواڑے سے آتے۔ لیکن اس میں بہت باریک حکمت پنہاں ہے۔ اللہ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان مختلف بُرائیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور ہر ناجائز کام کو جائز سمجھ کر کریں گے۔ چنانچہ آج کے دور میں بعض لوگ اس لئے حج پر جاتے ہیں کہ ماتھے پر حاجی کا لیبل جھومر کے طور پر لگائے تاکہ وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرے اور ہر ناجائز کام کو بھی جائز کہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ ہر کام کے لئے صحیح راستے اختیار کرو۔ وہ راستے جن کی نشاندہی قرآن کریم اور سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

چوتھا سبق حج سے اتحاد و یگانگت کا ملتا ہے جب تمام اطراف سے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک جگہ اکٹھا ہوتے اور اتحاد اور یگانگت کے سبق کو تازہ کرتے ہیں تو اس طرح ان کے آپس کے وہ تفرقے اور اختلافات مٹ سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو کمزور کر رکھا ہے اور آپس میں اخوت اور محبت کو بڑھانے کے لئے ذی اثر طبقہ کے لوگ مل بیٹھیں اور آپس میں تعاون بڑھانے کے عہد و پیمان کریں۔

پانچواں مقصد جو تمام مقاصد کالبِ لباب ہے۔ یہ ہے کہ وہ ہر دُکھ سُکھ میں خدا تعالیٰ کو ہی حرزِ جان بنائیں۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں۔ اپنے دل کو تمام دوسرے مجازی خداؤں سے خالی کریں۔ ایک ہی خدا جو تمام کا خدا ہے دل میں بسائیں۔ اسی لئے ایک حاجی کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ ہر وقت یہ تلبیہ کرتا رہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (بخاری کتاب الحج باب التلبیه) اس میں شرک کی نفی کی گئی ہے۔ خواہ وہ شرک خفی ہو یا جلی یعنی خواہ جسم کے اندر کا شرک ہو یا باہر کا اور یہی حج کا بنیادی سبق ہے جسے پہلا اور آخری سبق کہا جا سکتا ہے۔

سامعین! حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو حج کا مقدس فریضہ ادا کر کے آرہا تھا حضرت جنیدؒ نے اس سے چند سوالات پوچھے جو یہ ہیں۔

1۔ جب تو نے احرام باندھا تو کیا یہ نیت بھی کی تھی کہ آئندہ سے اپنی نفسانی خواہشات اور جوش طبع کا لباس بھی اتار پھینکوں گا۔ اس شخص نے کہا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا تو آپ نے فرمایا تو نے کوئی احرام نہیں باندھا۔

2۔ جب تو نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگائے تو کیا تو نے یہ نیت کی تھی کہ آئندہ مَیں تیری توحید و محبت کے گرد ہی گھومتا رہوں گا۔ اس نے کہا میری تو عقل نے ایسا نہیں سوچا تو آپ نے فرمایا تو نے بیت اللہ کا طواف ہی نہیں کیا۔

3۔ تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا یہ سوچا تھا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ایک خدا کی بندی نے پانی کی تلاش میں چکر لگائے تھے اور اس کے پیارے بچے کے لئے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا گیا تھا۔ آج مَیں بھی بھاگ رہا ہوں اور میرے دل میں بھی اپنی محبت کا چشمہ جاری کر دے۔ اس شخص کے پہلے جیسا جواب پا کر حضرت جنید نے کہا کہ تو نے یہ سعی بھی نہیں کی۔

4۔ جب عرفات سے گزرا تو کیا خیال کیا کہ جس طرح آج یہاں کھڑے ہیں اسی طرح ایک روز خدا کے حضور کھڑے ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب چکانا ہے۔ اس شخص نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا تیرا میدانِ عرفات میں جانا اور نہ جانا برابر ہے۔

5۔ پھر فرمایا جب تو نے منیٰ میں آکر قربانی کی تو یہ نیت کی تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیر رہا ہوں اسی طرح آئندہ تمام منایا یعنی خواہشاتِ نفسانیہ کے گلے پر چھری پھیرتا رہوں گا۔ اس شخص نے کہا مَیں نے تو ایسی کوئی نیت نہیں باندھی۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ عمل بھی نہ ہوا۔

6۔ اور جب تو (رمی الجمار) کر رہا تھا تو کیا تُو نے دل کے شیطان کو بھی کنکریاں ماریں تا کہ خدا کی محبت دل میں پیدا ہو۔ اس نے کہا ایسا تو مَیں نے نہیں کیا۔ حضرت جنیدؒ نے کہا تو پھر تُو نے رمی الجمار نہیں کیا اور تُو نے مناسک حج میں سے کچھ بھی پورا نہیں کیا۔ تو اگلے سال دوبارہ جا اور ابراہیمی روح کے ساتھ حج کر تا کہ تُو ابراہیمی مقام کو حاصل کر سکے۔

سامعین! حج بیت اُللہ کے دوران جن دعاؤں کو کثرت سے پڑھنے کا حکم ہے وہ بھی حج کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ اسلامی اصطلاحوں کے زُمرے میں آتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ پر نظر فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا وَّمَصَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَفَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّبِرًّا وَّمَصَابَةً

(معجم الاوسط لطبرانی جلد 6 صفحہ 183)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! اپنے اس گھر (بیت اللہ) کو بزرگی، عظمت و عزت، نیکی اور رعب میں زیادہ کر اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو اس کی تقدیس اور تعظیم کرے اسے بھی عظمت و شرف اور نیکی اور رعب میں بڑھا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف بیت اللہ کے دوران یہ دعا پڑھتے

:رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ابو داؤد کتاب المناسک باب الدعاء فی الطواف)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا میں بھی کامیابی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (مزدلفہ میں بھی یہی دعا پڑھنے کا ذکر ملتا ہے)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے اکیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10 صفحہ 367)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج کے دوران کوہ صفا پر چڑھے جب آپؐ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپؐ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(مسلم کتاب الحج باب حجة النبی)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دیگر روایات میں میدان عرفات میں بھی یہی کلمات پڑھنے کا ذکر ہے۔

سامعین! حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کی شام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تضرّع اور ابتہال سے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَآءَ الْخَآئِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَآئِكَ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَّا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ

(مجمع الزوائد دارھیثمی جلد 3 صفحہ 560۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 147)

ترجمہ: اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرے معاملے میں سے کچھ بھی تو تجھ پر مخفی نہیں ہے۔ میں ایک بدحال فقیر اور محتاج (ہی تو) ہوں، (تیری) مدد اور پناہ کا طالب، انتہائی سہا اور ڈرا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری اور اعتراف کرنے والا۔ میں تجھ سے ایک بے سہارا کی طرح سوال کرتا ہوں (ہاں!) تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھا نابینے کی طرح (ٹھوکروں سے) خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ جس کی گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔ اور جسم نے تیرے لئے ذلت اختیار کی ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور مجھ پر مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہو جا۔ ایسے سوال کیے جانے والوں میں سے بہتر اور اے عطا کرنے والوں میں سے بڑھ کر!

یوم النحر کی دعا

حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے یوم النحر (10 ذوالحجہ قربانی کے دن) میں رسول اللہ ﷺ کو قرن الثعالب مقام پر کھڑے دیکھا۔ آپؐ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

(کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209)

ترجمہ: اے زندہ! اے قائم رہنے والے! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری رحمت کے ساتھ تیری مدد مانگتا ہوں میرے سب حال کے لیے تو خود ہی کافی ہو جا اور مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نفس کے حوالہ نہ کرنا۔

رمی جمار کے وقت دعا

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رمی جمار کے وقت ہر کنکر مارنے کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا

(کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209)

ترجمہ: اے اللہ! اس حج کو مقبول بنانا اور گناہوں کو بخش دینا۔

حج بیت اللہ کرنے والوں کے حق میں دعا

حضرت ابوہریرہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا حجاج کے حق میں بیان کی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَآجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَہُ الْحَآجُّ

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 441)

ترجمہ: اے اللہ! حاجیوں کو بھی بخش دے اور ان کو بھی جن کے لئے حاجیوں نے بخشش مانگی ہے۔

بیت اللہ سے واپسی پر دعا

حضرت سعید بن جبیرؓ کے نزدیک بیت اللہ کو الوداع کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَآئِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ

(مستدرک حاکم کتاب التفسیر جلد 2 صفحہ 356)

ترجمہ: اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس پر مجھے قانع کر دے اور اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور وہ چیز بھی جو مجھے حاصل نہیں ہے ان میں میرے لیے بہتر قائم مقامی فرما۔

خانہ کعبہ میں کی جانے والی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی حضرت صوفی منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کو حج بیت اللہ پر جاتے ہوئے اپنی طرف سے حسب ذیل دعا کرنے کی تحریک ایک مکتوب میں فرمائی۔

”اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں میں مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:

اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پُر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! جس کام کی اشاعت کے لیے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لیے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔“

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔

والسلام خاکسار غلام احمد 1303ھ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ 17 تا 18۔ مکتوبات امام ہمام قلمی جلد اول صفحہ 61۔ 1892ء)

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

سامعین! حج کے تعلق میں ایک شعائرُ اللہ عید ہے جس کے لئے اَضۡحٰی کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی قربانی کے جانور کے ہیں۔ اَضۡحٰی کا لفظ صرف غیر حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے قرآن وحدیث میں ھَدۡیٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عید الاضحیٰ کی نماز صرف غیر حاجیوں کے لئے مقرر ہے۔ حج کے موقع پر یہ نماز ادا نہیں کی جاتی کیونکہ حج خود اپنی ذات میں ایک بہت بڑی عید ہے اور عید کے تمام پہلو اور عناصر بدرجہ اتم اس میں پائے جاتے ہیں۔ شریعت نے عید الاضحیٰ کی نماز غیر حاجی لوگوں کے واسطے اس لئے رکھی ہے کہ جہاں ایک طرف حج کے ایام میں حاجی لوگ حج کی عید منا رہے ہوں وہاں غیر حاجی جنہیں کسی مجبوری کی وجہ سے حج کی توفیق نہیں مل سکی وہ اکناف عالم میں اپنی اپنی جگہ پر عید کر کے اور قربانیاں دے کر اس عظیم الشان قربانی کی یاد کو تازہ رکھیں جس کا آغاز ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وجود میں ہوا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں اپنے معراج کو پہنچی۔

آجکل مسلمان دکھاوے کی خاطر اور واہ واہ کروانے کے لئے بڑے سے بڑا جانور ذبح کرتے ہیں مگر اس کے فلسفہ اور حقیقت سے نا آشنا ہیں حتّٰی کہ لوگ اس کے نام کو بھول گئے ہیں اور جسے دیکھو عید الضحیٰ یعنی صبح کے وقت کی عید کہتا دکھائی دیتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ قربانی سنت مؤکدہ ہے جو ہر صاحب استطاعت اور ذی ثروت پر واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال خود بھی قربانی کی اور صحابہؓ کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عید الاضحیٰ کی قربانی کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے وفات سے قبل سیدنا حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد بھی میری طرف سے اس موقع پر ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔ آپ نے عید الاضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے صحابہؓ کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن پہلا کام انسان کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ نماز عید ادا کرے اور پھر اس کے بعد قربانی دے سو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی نظر میں عید الاضحیٰ والے دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ ابن ماجہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول درج ہے کہ قربانی کے جانور کے جسم کا ہر بال قربانی کرنے والے کے لئے ایک نیکی ہے جو اسے خدا سے اجر پانے کا مستحق بنائے گی۔ ایک موقع پر آپؐ نے مالی وسعت رکھنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے مالی طاقت رکھتے ہوئے مالی قربانی نہیں کی اس کا کیا کام ہے کہ وہ ہماری عید گاہ میں آکر نماز میں شامل ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے نہ صرف خود قربانی کی بلکہ مزید تاکید اور تحریک کی غرض سے اپنی امت کی طرف سے بھی ایک دنبہ منگوا کر ذبح کیا اور دعا کی:

"اے میرے آسمانی آقا! اس قربانی کو محمدؐ، اس کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما"

ان اقوال مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے جس کے متعلق آپؐ نے بہت تاکید فرمائی اور بھاری ثواب کا موجب قرار دیا اور قرآنی حکم اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ کے تحت ہر اُس شخص پر جو قربانی کی طاقت رکھتا ہے رسول خدا کی اطاعت کرتے ہوئے قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ قرآنی حکم فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ میں بھی اسی قربانی کا ذکر ہے کیونکہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی اُس وقت حج فرض نہیں ہوا تھا۔

اگر سارے گھر کی طرف سے ایک صاحب استطاعت شخص قربانی کر دے تو یہ قربانی سب کی طرف سے سمجھی جاتی ہے۔ قربانی کا جانور خریدتے وقت یہ امر مدنظر رہے کہ جانور صحتمند ہو، مالک کو پسند ہو، عیب دار اور کمزور نہ ہو۔ احادیث کے مطابق لنگڑے سینگ ٹوٹے، اندھے، بیمار، دبلے (جس کی ہڈی میں گودا نہ ہو) جانور نیز ایسا جانور جس کا کان آگے سے یا پیچھے سے کٹا ہو یا کان لپٹا ہوا یا پھٹا ہوا یا کان میں سوراخ والا جانور جائز نہیں۔ اسی طرح دودھ والے اور حاملہ جانور سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یہ امر بھی مدنظر رہے کہ اونٹ کی عمر کم سے کم تین سال، گائے دو سال، بھیڑ بکری ایک سال اور دُنبہ چھ ماہ کا بھی جائز ہے اگر موٹا تازہ ہو۔ شریعت کی رو سے اونٹ میں دس حصے، گائے میں سات حصے جبکہ بکری دنبہ وغیرہ ایک شخص یا ایک گھر کی طرف سے ہوتا ہے۔

شریعت نے قربانی کے گوشت کے بہتر سے بہتر استعمال کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو دو۔ پڑوسیوں کو ہدیہ بھجواؤ۔ محلہ کے غریب اور مفلس لوگوں میں تقسیم کرو تا کہ فَکُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ پر عمل ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے تین دنوں کو ایام التشریق قرار دیا ہے۔ جس کے متعلق فرمایا کہ یہ کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

سامعین!شریعت نے اس بات کی بھی قربانی کرنے والے کو تحریک کی ہے کہ وہ حتّی الوسع کوشش کرے کہ جانور کو خود تیز چھری سے ذبح کرے یا کم از کم قربانی کو اپنے سامنے ذبح کروائے تا اس میں جانی قربانی کے نظارے دیکھنے کی جرأت پیدا ہو اور یہ سبق دینا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح جانور انسان کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں اور وہ انسان کے لئے قربان ہو رہے ہوتے ہیں اسی طرح وہ خود بھی کسی قبضہ قدرت میں ہے اسے بھی جانور کی طرح ہر وقت خدا کی خاطر جب بھی جانی قربانی کی ضرورت پڑے تیار رہنا چاہئے۔

قربانی کے بارہ میں ایک اہم قرآنی فلسفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! جانوروں کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ ہے جو پہنچتا ہے گویا کہ انسان اپنی نیت کے مطابق قربانی کا اجر پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کا فلسفہ یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الضَّحَایَا هِیَ الْمَطَایَا تُوْصِلُ اِلٰی رَبِّ الْبَرَایَا اَوْ تَمْحُوا الْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 45)

یعنی یہ قربانیاں تو سواریاں ہیں جن پر سوار ہو کر خالق کائنات سے ملا جا سکتا ہے یا اپنی خطائیں معاف کرائی جاسکتی ہیں اور مشکلات سے دور رہا جا سکتا ہے۔

سامعین! اِسی مضمون کے تسلسل میں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ عید الاضحیٰ، حج اور اِس سے تعلق رکھنے والی عبادات کو اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے جن کی عزت وتکریم لازم ہے۔ بعض مسخرے مختلف کرتب کر کے لوگوں کو خوب ہنساتے اور قربانی کے جانوروں کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں جو مناسب نہیں۔ آج کل تو ہمارے ملک پاکستان میں گاڑیوں کی طرز پر قربانی کے جانوروں کو صاف ستھرا کرنے کے لئے ''سروس اسٹیشنز'' کا قیام ہوتا ہے جہاں قربانی کے جانوروں کو تیز پریشر کے پانی کے ساتھ شیمپو اور دیگر detergent سے جانور کو مل مل کر صاف کیا جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کو صرف ذبح کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر جو اسباق پنہاں ہیں۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ضروری ہے۔ اصل میں جانور کو دھونا مقصود نہیں، حقیقت میں تو اپنے دلوں کو تمام بُرائیوں، بدیوں اور آلائشوں سے دھونا مقصود ہے ۔ تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو گیا تو پھر جانور کا خون بہانا سود مند ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

جسم کو مل مل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھو وے وہی ہے پاک نزد کردگار

پس اس اہم اسلامی رکن کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے خوف، ڈر اور تقویٰ اللہ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ قربانی کرنے والا تسبیح وتحمید کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام مقاصد حاصل کرنے کی توفیق دے۔ جس کی خاطر اسے قربانی کی توفیق اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ وہ اپنے نفس کو مارنا ہے۔ جس نے نفس کی قربانی کر دی اس نے حقیقی معنوں میں قربانی کے فلسفے کو پالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامان دمار

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اصل حکمت یہ ہے کہ یہ قربانی تمہیں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کی طرف لے جائے اور ہر قربانی میں تم ترقی کرو اور جب تقویٰ میں ترقی ہو گی تو یہی چیز پھر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کے بندے اپنے نفس کی قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کریں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کریں۔ آج کے دور میں پہلے سے بڑھ کر اس بات کے ادراک کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفس کی قربانی دے کر یہ دونوں قسم کے حقوق ادا کریں...... اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ وہ دلوں کے تقویٰ کو بھی جانتا ہے اور قربانیوں کی نیت کو بھی جانتا ہے۔ اگر عمل صالح نہیں، حقوق کی ادائیگی نہیں، تکبر دلوں میں ہے تو پھر ایسے لوگوں کی پھر یہ قربانی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔''

(خطبہ عید الاضحیٰ 22 اگست 2018ء)

پھر ایک اور موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کی روح سے کی گئی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس ظاہری قربانی میں دل میں تقویٰ رکھنے والے کا یہ اظہار ہے اور ہونا چاہیے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں اور جس طرح یہ جانور جو انسانوں کے مقابلے میں بہت معمولی چیز ہیں اس لیے ان کی قربانی دی جا رہی ہے، ایک ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جا رہا ہے اسی طرح میں بھی اس قربانی سے سبق لیتے ہوئے اپنے سے اعلیٰ چیز کے لیے، اعلیٰ مقاصد کے لیے ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں گا۔ میں اس قربانی سے یہ سبق لے رہا ہوں کہ میں جو عہد کرتا ہوں اور کر رہا ہوں کہ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہے اس کو ہر حال میں پورا کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ میرے کسی فعل میں دنیاداری اور نفس کی ملونی نہیں ہوگی۔ پس یہ عید قربانی ہمیں اگر ہمارے فرائض، ہماری ذمہ داریاں اور عہد دلانے والی نہیں تو یہ ایسی عید ہے جو ہم صرف ایک ظاہری میلے کی طرح منا رہے ہیں۔ یہ عید ہم میں تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن رہی۔ یہ عید ہمیں قربانیوں کی اہمیت کا احساس نہیں دلا رہی۔ یہ عید ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں کر رہی۔ یہ عید ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کا احساس نہیں دلا رہی۔ صرف ہم نے قربانی کی اور بھیڑ، بکری یا گائے بھی ذبح کر کے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی کھلایا تو یہ سب بے فائدہ ہے اگر اس میں قربانی کی روح نہیں۔ فائدہ تو تبھی ہے جب ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اپنی گردنیں خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا...... یہ ظاہری قربانیاں ہماری روح کو جھنجھوڑنے کے لیے ہیں، یہ سمجھانے کے لیے ہیں کہ جس طرح یہ ادنیٰ چیز تمہارے لیے قربان ہو گئی اسی طرح ایک حقیقی مومن کی شان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہے۔ اپنے جسم کو بھی قربانی کے لیے تیار کرو اور روح کو بھی۔ اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرو۔ اسی تقویٰ کے بلند معیار کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اس سے‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ سے ’’اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔‘‘ فرمایا کہ ’’جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔‘‘

(خطبہ عید الاضحی، 12 اگست 2019ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞